استحکام پاکستان میں اساتذہ کا کردار
تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں

پروفیسر سید شعیب اختر
صدر شعبہ مطالعہ پاکستان قائدملت گورنمنٹ ڈگری کالج کراچی

اللہ رب العزت اس مملکت خداداد پاکستان کا اور اس پر آباد مسلمان انسان کا مالک حقیقی ہے۔تحریک پاکستان کے زمانے میں کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ'' (۱) کا ورد مسلمانان ہند کے دلوں کی آواز تھی جو انسانی قلوب پر تھی، اور آباد مسلمانوں کے دلوں سے نکل کر زبان پر آئی اور زبان سے نکل کر عرش پر پہنچی۔ اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کی دعاؤں اور اس کی کوششوں کو بارآور کرتے ہوئے آزمائشی طور پر ایک علیحدہ خطہ وطن ''سرزمین پاکستان'' ۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء یعنی ۲۷ر رمضان المبارک ''لیۃ القدر لیۃ'' ۱۳۶۶ھ (۲) کو عطا کیا۔ مسلمانان پاکستان نے اپنے لئے ایک علیحدہ وطن کا خواب جو سید علی امام (۳)، مولانا اشرف علی تھانوی (۴) اور علامہ اقبال (۵) کے دم سے آگے بڑھتے ہوئے چوہدری رحمت علی (۶) لفظ پاکستان کے تخلیقی بانی سے ہوتا ہوا بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح (۷)) کی حیات زندگی پر تعبیر کی روشنی میں حاصل ہوا۔ لیکن بدقسمتی سے قیام پاکستان کے عمل کو انگریزوں اور ہندوؤں نے دونوں قوموں نے دل سے تسلیم نہیں کیا۔ تقسیم پاکستان کے عمل کو دانستہ طور پر پیچیدہ اور مسائل لبریز بنایا گیا تا کہ ارض پاکستان کمزور ریاست ثابت ہو اور پھر ارض پاکستان خود ہندوستان میں شامل ہو جائے یا پھر اس کو ہڑپ کرنے میں آسانی ہو۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے خصوصاً ارض بہار کے غیور اور باہمت محب وطن اور پاکستان کے حقیقی بانیوں نے آزادی کے عمل کو اور تحریک ہجرت کے سفر کو اپنی حیات زندگی سے اور اپنے خون سے رنگین کر کے اس مملکت پاکستان کی بنیاد کو دوام بخشا۔

۱۹۴۸ء میں بانی پاکستان اس فانی دنیا سے چلے گئے۔ لہٰذا اقتدار کی رسی اور کرسی کچھ

لادینی سوچ اور خیالات کے حامل پاکستان مسلمانوں کے ہاتھوں چلی گئی۔ علماءِ اسلام خصوصاً علامہ شبیر احمد عثمانی (۸)، مولانا ظفر احمد عثمانی (۹)، مفتی محمد شفیع (۱۰)، سید سلیمان ندوی (۱۱) وغیرہ جیسے جید علماء کرام اور عالم دین شخصیات نے مملکت خداداد پاکستان کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے اپنی کوششیں کیں۔ مگر اسلام دشمن اور سامراج کے نظریات کے حامل پاکستانی مسلمانوں نے اسلام اور قرآن خصوصاً کلمہ طیبہ کے نام پر حاصل کئے گئے، ارض پاکستان پر لادینیت کا زہر گھولنا شروع کیا۔ علماء کرام نے اس نازک صورتحال اور خطرناک مرحلے پر اقتدار کی کرسی پر براجمان انسان نما پاکستانی مسلمانوں سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ جن مقاصد اور ریاست کے لئے یہ ارض پاکستان حاصل کیا گیا ہے اس کو اس ارض پاک پر قائم کیا جائے۔ نظام اسلام اور معاشرت، کو اسلام اور قرآن کریم کے روشنی میں نافذ کیا جائے۔ جب علماء کرام کی جانب سے نفاذ اسلام کے حوالے سے مطالبات شدت پکڑتے گئے تو اس نازک موقع پر (۱۳) وزیراعظم پاکستان نواب زادہ لیاقت علی خان (۱۲) نے مارچ ۱۹۴۹ء میں ''قرار داد مقاصد'' دستور ساز اسمبلی سے منظور کرائی وطن اور اسلام دشمن طاقتیں ابتداء ہی سے پاکستان میں اسلامی نظام اور اس کے قوانین کے نفاذ کے حق میں نہ تھیں کہ اسی دوران ۱۳ ردسمبر ۱۹۴۹ء کو اسلام کے نفاذ کے سب سے بڑے داعی علامہ شبیر احمد عثمانی انتقال فرما گئے۔ (۱۴)

چنانچہ پاکستان دشمن طاقتوں کو مزید اپنے ارادے اور عزائم کو مکمل کرنے کا راستہ حاصل ہوگیا، جو کہ علامہ شبیر احمد عثمانی کی حیات تک مکمل نہ ہو سکا تھا۔ اسلام مخالف قوتوں نے پاکستان کی سالمیت، کو اس وقت نقصان پہنچایا جب ۱۶/ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو راولپنڈی کے لیاقت باغ میں اہل جلسہ گاہ کے سامنے لیاقت علی خان کو گولی مار کر شہید کر دیا۔ (۱۵)

میرے خاک خون سے کیا ہے تو نے یہ جہاں پیدا صلہ شہید کیا ہے تب وتاب جاودانہ

ارض پاکستان کے پہلے وزیراعظم خان لیاقت علی خاں نے شہادت کا جام پیتے ہوئے اپنے چند آخری جملوں سے اس مملکت خداداد پاکستان کے متعلق عرض کیا:

''یا اللہ پاکستان کی حفاظت فرما''

اسلام اور پاکستان دشمن پاکستان کے پیدائشی مسلمانوں نے، اسلامی نظام کے نافذ کرنے اور احیاء اسلام کی تمام کوششوں اور جدوجہد کو سبوتاژ کر دیا۔ قائد ملت لیاقت علی خاں کی شہادت کے بعد وطن دشمن اور اسلام دشمن طاقتوں کو اپنے مقاصد کے حصول کا اور ان کو عملی جامہ پہنانے کا مکمل سامان میسر آ گیا، چنانچہ لادینی سوچ و خیالات اور دینی و مذہبی تعلیمات سے بیگانے پاکستان کے مسلمانوں نے پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے عمل اور سلسلے کو یکسر فراموش کر کے پاکستان کی ترقی اور اس کے منزل کے راستوں کو مسترد کر دیا۔ پاکستان ابتدائی ایام ہی سے بے پناہ مسائل و آزمائشوں میں گھرا ہوتا تھا۔ جبکہ دوسری جانب علماء کرام جمہوری و سیاسی عمل واقدامات کو دیکھتے ہوئے پاکستان کے نظام وحکومت کے معاملات سے اپنی دلچسپی کو فراموش کرتے ہوئے اسلام دشمن قوتوں کے عزائم وارادے اور ان کی ترجیحات کو دوام واستحکام اور ان کے لئے کوئی ایسا کام نہ تھا، جس کو لے کر اسلام دشمنی قوتوں سے ان کے ''مناظرات'' نہ ہوئے ہوں۔

اللہ رب العزت کی جانب سے عطا کردہ مملکت خداداد پاکستان کے ساتھ، اللہ رب العزت کی کتاب قرآن مجید اور تحریک پاکستان کے دوران یا بعد لگائے گئے، نعروں کا یعنی کلمہ طیبہ کے صداؤں سے اور سب سے بڑی اور خطرناک غلطی یا دھوکہ جو مسلمانان ارض پاکستان نے اس مملکت خداداد پاکستان کے قیام کے بعد جو کیا کہ ارض پاکستان کو اسلام اور قرآن کریم کے اصول و ضوابط کے تحت نظام معاشرت، سیاست کا رشتہ دھرتی ارض پاک سے کاٹ دیا، اور ارض پاکستان کے آبادی کے بڑے اور سادھے، سچے اور معصوم انسانوں کو دور حاضر میں اپنا غلام بنایا اور خود آقائے کائنات بن بیٹھے۔ مسلمانان پاک و ہند کی قربانیوں اور آرزوؤں کو جس کی خاطر اس دھرتی ارض پاک کا قیام عمل میں آیا تھا۔ اس کو فراموش کر دیا، بلکہ اللہ رب العزت سے جو عہد کیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ ''لا الہ الا اللہ'' اس نعرہ اور اس عہد و پیمان سے جو انہوں تحریک

پاکستان کے ادوار میں برصغیر پاک و ہند کے سرزمین پر کھڑے ہو کر اور اپنے رب العزت کو گواہ بنا کر کیا تھا، اس سے انحراف کر بیٹھے۔ لاکھوں مسلمانان ہندوستان خصوصاً مسلمانان ارض بہار کے مقدس خون کی قربانیوں کو پس پشت ڈال کر لادینی نظام اور یہود و نصاریٰ اور مغربی دین وثقافت کا احیاء اس ارض پاکستان پر کیا گیا، اور یہ بات ذہن سے نکال دی گئی، کہ اللہ رب العزت دلوں کے ارادے اور ان کے لئے ہوئے اقدامات اور بڑھتے ہوئے قدم کو دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے اس آزمائشی طور پر قائم کئے ہوئے ارض پاکستان پر ہونے والے تمام حالات اور واقعات، مسلمانوں کی مسلمانوں کے ساتھ عداوت وبغض، بھائی کے ساتھ بھائی کی نفرت، اللہ کی مخلوق ہو کر اور اس کی نعمتوں کو پا کر اس کی توحید کا انکار، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر اس رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے فرار، ارض پاکستان کی نعمتوں کو کھا کر اللہ رب العزت کی نافرمانی اور دھرتی ارض پاکستان کی بے حرمتی جیسے اقدامات کر کے زندگی کو اپنا شعار بنا کر گزارنے والے مسلمانان ارض پاکستان سے ایک وجود کو علیحدہ کر دیا گیا، جس میں سب سے زیادہ جرم اور قصور مسلمانان پاکستان، خصوصاً حکمرانوں اور سیاستدانوں کا ہے۔

اللہ رب العزت تمام ارض وسماء کا مالک کل مختار ہے اور جس طرح اس نے اپنے محبوب نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہوئی کتاب مبین قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اور گزشتہ ۱۴۰۰ سو سال سے نشیب وفراز، آندھی وطوفان اور عروج وزوال کے باوجود اس حق اور سچ کی تعلیمات دینے والی کتاب کی حفاظت فرمائی ہے، اسی طرح ارض پاکستان کا قیام ان لاکھوں محبان اسلام خصوصاً مسلمانان ارض بہار کے مقدس اور پاکیزہ خون کی مرہون منت ہے اور یہ دھرتی ارض پاکستان ایک مقدس امانت کے طور پر مسلمانان ارض پاکستان کے پاس ہے، اور اس امانت کا ہر پاکستانی مسلمان سے حساب لیا جائے گا، کیونکہ اس کی بنیاد میں بے شمار ماؤں کے بیٹوں کا خون ہے، اس کی یادوں میں لاکھوں بہنوں کی عصمت و بے آبرو ہونے کی داستان ہے۔ اس کی کہانی میں لاکھوں بیویوں کی سہاگ کی قربانی کا نشان ہے اور اس دھرتی ارض پاک کی

لاکھوں بیٹیوں کی ہمت اور بربادی کی داستان پوشیدہ ہے۔

اللہ رب العزت اس مملکت خداداد پاکستان کا حقیقی مالک ہے اس نے اس آزمائشی اور تجرباتی ارض پاکستان کو حقیقی معنوں میں ''پاک سرزمین'' کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے اور یہ فیصلہ اس مظلوم و ستم رسیدہ، حقوق سے محروم، ظلم و زیادتی کا شکار، اور نفرت و تعصب کی آنکھ سے دیکھی جانے والی قوم یعنی ''مسلمانان ارض بہار'' کے دم سے اس مملکت پاکستان کو وابستہ کر دیا ہے جس نے حقیقی معنوں میں اس کائنات فانی میں اپنی قربانیوں سے، اپنے جذبہ حب الوطنی سے اپنے کردار و اخلاص سے، اپنے تعلیمات و اقدامات سے، اور اپنے عمل سے یہ سچ ثابت کر دکھایا کہ مسلمانان ارض بہار (۱۶) ہی اس ارض پاکستان کے حقیقی جانشین اور خیر خواہ ہیں بقول شاعر:

جنہیں حقیر سمجھ کر بجھادیا تم نے وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

ارض پاکستان پر اللہ کی نافرمانی کا کھیل کھیلا جاتا رہا، رب العزت کے احکامات سے دامن کو بچایا جاتا رہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ارشادات کا مذاق اڑایا جاتا رہا، اسلام جیسا پرامن اور مساوات جیسے اصول پا کر بھی غیروں کے نظریات اور ان کی تعلیمات سے خود کو سجاتے رہے، نتیجہ وہی برآمد ہوا کہ اللہ رب العزت نے پاکستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، یعنی سانحہ مشرقی پاکستان (۱۷) اور سقوط ڈھاکہ (۱۸) کے بعد ارض پاکستان کا ایک حصہ ''بنگلہ دیش ۱۹۷۱ء'' بن گیا۔ (۱۹) ارض پاکستان اپنے ایک بازو سے محروم ہو کر ایٹمی قوت کا حامل پہلا اسلامی طاقت والا ملک تو ضرور بن چکا ہے مگر غیروں کی اندھی تقلید، دشمنوں کی پہچان، اور سب سے بڑھ کر اسلام دشمنی میں یہی ارض پاکستان کے حکمران اور سیاستدان ہیں، جنہوں نے ارض پاکستان کے معصوم اور سیدھے سچے انسانوں کو تاریکی کے اندھیرے کنویں سے نکالنے میں کوئی مدد نہیں کی، کیونکہ اگر وہ ایسا کر لیتے تو پھر ان کی حکمرانی اور سیاستدان کا کھیل کن کے ساتھ اور کہاں کھیلا جاتا، اسلام مخالف قوتوں خصوصاً امریکہ (۲۰) اور ہندوستان (۲۱) سے دوستی و تعلیمات کو استوار کرتے رہے۔ قرآن کریم کے احکامات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور سیرت پاک سے

دامن بچا کر زندگی گزارتے رہے اور یہی وجہ ہے کہ گزشتہ چند سالوں سے پاکستان میں انسانی ہلاکتوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا، قدرت کا یہ عمل اس وقت تک ارض پاک پر جاری و ساری رہے گا جب تک اس دھرتی ارض پاک پر قرآن اور نفاذ اسلام مکمل نہ ہو جائے۔ بقول شاعر:

یہ دیس جگ مگائے گا نور لا الہ الا اللہ سے　　　کفر تلملائے گا نور لا الہ الا اللہ سے

استحکام پاکستان میں اساتذہ کا کردار: قیام پاکستان ۱۹۴۷ء کا محرک ایک نظریہ تھا اور اسی نظریہ کو بنیاد بنا کر اور اسی ایک نظریے کی خاطر لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جان و مال اور عزت و آبرو کی قربانی دے کر یہ ارض پاک حاصل کیا تھا، نظریہ Theory عام طور پر کسی تہذیب Civilization، سیاسی Politics اور معاشرتی Socico تحریک کے ایسے لائحہ عمل کو کہتے ہیں جو واقعات اور حقائق کی روشنی میں کسی قوم کا مشترکہ نصب العین ہو۔(۲۲) اسلام کی گزشتہ ۱۴۰۰ سو سالہ تاریخ میں بے شمار مسلم مفکرین تعلیم اور علمائے دین نے اپنی تعلیمات اور فکر سے مسلمانوں کی رہنمائی اور ہدایت فرمائی، ان تمام مفکرین تعلیم کا نظریہ یہی تھا کہ بنی نوع انسان کی حقیقی کامیابی کا راز قرآن مجید اور تعلیمات رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ خصوصاً علامہ ابن خلدون اور شاہ ولی اللہ (۱۷۰۳ء-۱۷۶۲ء) کے نام زیادہ نمایاں ہیں۔ ان لوگوں نے تاریخی فکر کا بنیادی سرچشمہ صرف قرآن مجید اور تعلیمات نبوی ﷺ کو قرار دیا ہے۔(۲۳)

پاکستان میں گزشتہ دو دہائیوں سے جو بے یقینی کی فضاء، قتل و غارت کی وبا، رشوت خوری کی بیماری، شرم و حیاء سے بے نیازی، بے غیرتی و بے پردگی کا طوفان، ان تمام خرابیوں میں ڈوبا ہوا پاکستانی سماج آج تباہی کی مکمل داستان سنا رہا ہے۔ اس کے علاوہ امریکہ جیسے غیر ملک کی ہوائی بمباری، یہ ایک تحفہ ہے، اس قوم کے لئے جس نے امریکہ جیسے مغربی اور لادینی نظریات کے ملک سے دوستی کا رشتہ استوار کیا ہوا ہے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب کوئی قوم اور معاشرہ تباہ و برباد ہو جائے تو صرف دو ہستیاں ایسی بچ جاتی ہیں جن پر انسانیت کی نگاہیں مرکوز ہو جاتی

ہیں۔ ایک ہستی ''ماں'' کی ہوتی ہے جبکہ دوسری ہستی ''معلم یعنی استاذ'' کی ہوتی ہے۔ آج پاکستانی مسلمان اور تمام دنیائے اسلام جس مصیبت اور کرب میں مبتلا ہے اس مصیبت اور پریشانی سے نجات پانے کا واحد راستہ یہی ہے کہ ''ماں'' اپنی اصلاح کرے اور پھر اپنی ساری توجہ اپنے گھریلو ذمہ داریوں میں ادا کرے۔ اس کے ساتھ ہی اساتذہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے پاس آئے ہوئے معمار وطن اور معمار قوم کی بہتر انداز میں تربیت اور کردار سازی کریں، طالب علموں کو ملک اور قوم کی امانت تصور کرتے ہوئے اپنے بچوں کی طرح ان کی آبیاری کریں۔ اساتذہ کو یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ان کا منصب اعلیٰ کس قدر اہمیت کا حامل ہے، اور اگر اللہ رب العزت نے ان کو یہ ذمہ داری عطا کی ہے تو وہ اس منصب سے اپنے قوم کے ہونہاروں اور ملک کے مستقبل کے معماروں کو درست انداز میں تربیت دیں، کیونکہ اساتذہ ہی وہ ہستی ہے جو کسی قوم کو صحیح مقام اور ایک منزل فراہم کرتی ہے۔ (۲۴)

استحکام پاکستان کے لئے دورِ حاضر میں سب سے اہم اور بنیادی ذمہ داری اساتذہ پر عائد ہوتی ہے، استاد نہ صرف یہ کہ تعلیم کو فروغ دیتا ہے بلکہ وہ تعلیم کی بنیادوں اور کردار سازی کو مضبوط کرنے کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے۔ یہ استاد ہی ہوتا ہے جو ہر عمر کے طالب علموں کے ساتھ باہمی رابطے اور مشاورت میں آتا ہے، استاد کے بارے میں ہی یہ تصور عام ہے کہ وہ بطور دانشور معاشرے کا نقاد و نباض اور مسیحا ہوتا ہے۔ آج کی صورت حال اور وطن عزیز کی سالمیت و استحکام کے لئے ایک استاد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ خود کو سیرت پاک ﷺ کی تعلیمات سے ہم آہنگ ہو کر آنے والے کل کے معماروں کی اسلامی اور تعلیمات خطوط پر آبیاری کرے، آج کا استاد اگر سیرت رسول ﷺ اور تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں اپنی سوچ اور ذہانت سے معاشرے میں مثبت تبدیلیاں لائے، وہ آپ اپنا ''احتساب'' کرے کہ کیا وہ ان ذمہ داریوں کو بہتر طور پر ادا کر رہا ہے، جس کا منصب اس کو عطا کیا گیا ہے۔ (۲۵)

اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی ''سورۃ العصر'' میں واضح انداز میں بیان فرمایا ہے:

ترجمہ: زمانے کی قسم انسان بڑے خسارے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے اور ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت کرتے رہے اور صبر کی تاکید کی۔(۲۶)

استاد کی شخصیت اور خصوصیات: استاد کی شخصیت، اس کا طرز عمل و کردار اور اس کی خصوصیات نہ صرف طالب علم کی زندگی کے لئے بلکہ پورے معاشرے، قوم اور ملک کے لئے اہمیت کا حامل ہوتا ہے، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ تعلیم و تربیت کے میدان میں استاد کی ذات اور اس کا منصب ایک بنیادی اور مرکزی حیثیت رکھتا ہے، ایک اچھے استاد کی خصوصیات یہی ہوتی ہے کہ اس کا طالب علم اس کی باتوں اور اس کی تعلیمات سے اپنے دلوں کو اور ذہنوں کو توانائی اور تازگی فراہم کرتا ہے۔ استاد کی شخصیت مکمل طور پر پاکیزہ اور اخلاقیات کے سبق سے پر ہونی چاہئے۔ اس کے قول و فعل میں یکسانیت ہونی چاہئے۔ اس کے طرز گفتگو میں روانی اور چاشنی ہونی چاہئے۔ اگر استاد ان تمام خصوصیات سے اور ان تمام باتوں سے مزین ہوگا تو اس کا طالب علم بھی اپنے استاد کی تقلید کرتے ہوئے اپنی زندگی کو پاکیزہ خیالات اور تعلیمات سے سجائے گا(۲۷) ورنہ بصورت دیگر بقول شاعر مشرق علامہ اقبال (۱۸۷۷ء۔۱۹۳۸ء) کے جو انہوں نے برسوں پہلے کہا تھا:

شکایت ہے یارب مجھے خداوندان مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاک بازی کا(۲۸)

اسلام، پاکستان اور اساتذہ کی ذمہ داریاں: اسلام ہمارا دین ہے اور پاکستان ہمارا وطن ہے، لہٰذا ایک استاد کی حیثیت سے آج کے اساتذہ کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ وہ نہ صرف اسلام بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس منصب معلمی کے مقام پر بھی فائز ہیں، جس پر کائنات کے ''رحمت العالمین'' فائز تھے، استاد کو اپنے مقام اور منصب کو پہچان کر استحکام پاکستان کے لئے اپنی توانائیاں اور کوششیں بروئے کار لانی چاہئیں۔ آج کے استاد پر یہ بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ یہ تصور نہ کرے کہ وہ ایک ملازم ہے بلکہ وہ ایک مقدس امانت کا امین بھی ہے اور اس

کو اس امانت کا حساب دینا ہوگا۔ اس دھرتی ارض پاک پر گزارے ہوئے دن رات اور اپنی حیات زندگی کے بیتے ہوئے ایام کا اور اس دنیا میں عمر کے پانے کا غرض کہ ہر ایک چیز کا حساب دینا ہوگا، یہ دھرتی ارض پاک کسی کلمہ گو مسلمان خواہ اس کا تعلق کسی بھی پیشے اور کسی بھی منصب سے ہر ہر ایک سے حساب ہوگا، اور سزا سے بچنا مشکل ہوگا، اللہ رب العزت تو معاف کر دیں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمادیں گے، یہ بات ہر پاکستانی مسلمان اپنے دل اور ذہن میں تازہ کرے کہ یہ دھرتی ارض پاک کسی کو معاف نہیں کرے گی ہر ایک کو اس کا حساب دینا ہوگا، قبر کی اندھیری رات میں، جہاں کوئی نہیں ہوگا۔

دور حاضر میں مسلمانان پاکستان اور تمام ملت اسلام کے دل و دماغ ایمان وقوت کی دولت سے خالی ہو چکے ہیں، مغرب نے ہماری آج کی نوجوان نسل کو تباہی اور بربادی کے جس دوراہے پر لاکھڑا کیا ہے اس صورت حال میں بحثیت مسلمان اور پاکستانی استاد کے منصب پر فائز معلمین کے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ وہ ہنگامی اور فوری بنیاد پر اپنی اصلاح کریں، انسان خود ایک آئینہ ہوتا ہے، لہٰذا معلم پاکستان اپنا آپ محاسبہ کرے اور اس جواب کو قبول کرے جو اس کے اندر کے دل سے آرہی ہے، کہ ارض پاکستان پر آباد ۱۶ ارکروڑ مسلمان جو کہ اس وقت دنیا کی بھول بھلیوں میں گم ہو چکے ہیں اپنے آپ کو پہچانیں کہ انسانی زندگی کا مقصد کیا ہے اور وہ دنیا میں کیوں بھیجے گئے ہیں کیا وہ اپنی دنیا میں آنے کے مقصد کو مکمل کر رہے ہیں، قرآن کریم کے احکامات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے دوری، اور ارض پاکستان کی امانت میں خیانت جیسے پہلوؤں نے پاکستان کے کلمہ گو مسلمانوں کو تشویش اور پریشانی وخوف میں مبتلا کر رکھا ہے۔ (۲۹)

اسلام کی تعلیمات اور سیرت رسول ﷺ میں آیک انسان کو کامیاب وکامران زندگی گزارنے کا درس دیا گیا، حدیث نبوی ﷺ ہے، ہر مسلمان کو اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ وہ ہر شام سونے سے پہلے اپنے تمام دن کی کارکردگی کا جائزہ لے تا کہ اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر آئندہ زندگی میں ان کا ارتکاب نہ کرے، اگر انسان اپنے ماضی اور حال پر اصلاحی وتنقیدی نظر

ڈالے تو اس کا مستقبل روشن اور کامیابی سے وابستہ ہو سکتا ہے۔(۳۰)

پاکستان ایک مقدس امانت ہے ان لاکھوں شہداء اسلام کی جنہوں نے اس ارض پاک کے قیام کے لئے اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔لیکن گزشتہ ۶۰ سالوں کی تاریخ کا مطالعہ اور آج کے دور کے مسائل اور ارض پاک پر آباد ۱۶ر کروڑ مسلمان نہ صرف دینی بلکہ سیاسی، اخلاقی، سماجی و تعلیمی ہر زاویہ نگاہ سے اپنی تباہی و بربادی کی مکمل داستان سنا رہے ہیں، ارض پاک پر آباد مسلمانوں اور کائنات کے ایک ارب ۲۰ر کروڑ مسلمانوں کے زوال کے اسباب جہالت، اخلاقی گراوٹ اور علماء و حکمرانوں کی بے دینی وغیرہ ہیں۔انسان ارض پاک پر بے شمار موجود ہیں، لیکن اچھے انسانوں کی کمی ہیں۔اچھے انسان صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتے ہیں کہ انسان جو کہ دھرتی پر اور کائنات میں اللہ رب العزت کا نائب و خلیفہ ہے۔اس تناظر میں اپنی زندگی کے شب و روز بہتر کرے، دورِ وسطیٰ کے ایک امیر الشعراء نے اخلاقی بحران پر اپنے خیالات کو اس تناظر میں پیش کیا ہے۔

قومیں تب زندہ رہ سکتیں ہیں جب تک کے ان میں اخلاق زندہ ہوں اور
اگر ان کے اخلاق چلے جائیں تو وہ خود بھی چلی جاتیں ہیں۔

دورِ حاضر میں مسلمانوں کی زندگی خصوصاً ارض پاک پر قتل و غارت گری اور خودکش حملوں اور اموات کی داستان اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اور یہ عمل اس وقت تک جاری و ساری رہے گا، جب تک کہ دھرتی ارض پاک پر بسنے والا مسلمان اپنے اعمال درست نہ کرے اپنی زندگی کو قرآن کی تعلیمات اور سیرت نبوی ﷺ سے نہ سجائے اس ارض پاک پر اسلام اور اس کے قوانین کا نفاذ نہ کرے، یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے گا۔(۳۱)

اساتذہ کا کردار استحکام پاکستان اور خصوصاً دورِ حاضر کے پریشان کن اور آزمائش کے ایام میں بہت زیادہ ہو چکی ہے، اگر اساتذہ اپنے ذمہ داری کو مدنظر رکھ کر اور اپنے منصب کے فرائض کو سمجھ کر معماران قوم کی تربیت کریں تو وہ اپنے فرائض سے احسن طور پر نبرد آما ہو سکتے ہیں،

اس وقت معاشرے میں اور استحکام پاکستان میں سب سے اہم کردار اسی استاد کا ہے کہ وہ پاکستان کے قوم کو اندھیرے سے روشنی کی طرف لائے۔

تاریخ شاہد ہے کہ امت مسلمہ جب تک قرآن اور تعلیمات نبوی ﷺ کے مطابق خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ عمل پیرا رہی وہ عزت و کامیابی سے سربلندی کی طرف پرواز کرتی رہے، لیکن جب منصب خلافت کی قدر نہ پہچانی، دین فطرت کے اصولوں سے انحراف اور روگردانی کی اور نفس کی گمراہی میں مبتلا ہوئے تو وہ صراط مستقیم سے بھٹک گئے، چنانچہ یہ خدائی وعید ان پر بھی صادق آئی۔

> پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے خدا کی عبادت کو ضائع کر دیا اور نفسانی خواہش کے پیچھے پڑ گئے۔ پس بہت جلد ان کی گمراہی ان کے آگے آئے گی۔

اگر مندرجہ بالا قرآنی بات کو ہم دیکھیں اور دوسری طرف مسلمانان عالم کی کیفیت اور خصوصاً دھرتی ارض پاکستان پر بسنے والے مسلمانوں کی صورت حال اور ان کی زندگی کا موازنہ کریں تو یہ حقیقت صاف ظاہر ہوتی ہے کہ ہم مسلمانان پاکستان نے رب العزت کے احکامات کو نظر انداز کر کے زندگی کی منزل تلاش کی اور تعلیمات نبوی ﷺ سے انحراف کر کے اپنے روز و شب بسر کئے اور نتیجہ ہم سب کے سامنے ہے۔ دورِ حاضر میں نہ صرف مسلمانان پاکستان اور دنیائے اسلام بلکہ تمام کائنات کے بنی نوع آدم پریشان ہے، انسان وقت کے ساتھ ساتھ اپنے مسائل میں الجھتا چلا جا رہا ہے، اور جو بھی مسئلہ کے حل کے لئے راستہ اختیار کرتا ہے وہ اس کے لئے الٹا تباہی کی داستان سنا رہا ہوتا ہے، یعنی باالفاظ دیگر ہر فرد اور انسان پریشانی کے عالم میں بھٹک رہا ہے، لیکن حضرت انسان اللہ کی وحدانیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے خود کو وابستہ نہیں کر رہا ہے، اس کی آنکھیں ادھر ادھر بھٹک رہی ہیں۔ (۳۲)

جب معاشرے میں اور قوم میں اخلاقی و مذہبی، تعلیمی و سیاسی جمود آ جائے تو اس

صورت حال کا اور زوال کا جائزہ لینے کے بعد انسان نہ صرف خود قرآن کریم کے احکامات کے مطابق زندگی گزارے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر چلے، بلکہ اپنے جیسے دوسرے مخلوق خدا کو بھی دین کی طرف اور نجات کی طرف اور اس کی دنیاوی و اخروی کامیابی کی طرف رہنمائی کرے، ایسا کا کام صرف دورِ حاضر میں ایک استاد ہی سرانجام دے سکتا ہے۔ اگر استاد خود کو قرآن کریم اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روشنی میں زندگی بسر کرے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے اپنے قلوب اور دماغوں کو روشن کرکے اپنے طالب علموں کی تدریس اور رہنمائی کرے گا تو اللہ رب العزت ضرور اپنے بندوں کو کامیاب و کامران فرمائیں گے۔ اقبال جیسے آفاقی شاعر نے برسوں پہلے اس بات کا عندیہ دے دیا تھا کہ:

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا(۴۳)

مسلمانان پاکستان کی حالت زار اور اس کا حل: سرزمین پاکستان کے مسلمان اس دور میں جس کرب اور پریشانی، ظلم و ستم کی آندھی میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں اس کے اسباب و وجوہات خواہ کچھ بھی ہوں، آج دورِ حاضر میں اس موجودہ کیفیت اور پریشانیوں سے نپٹنے کا ایک ہی راستہ اور طریقہ ہے کہ ہر فرد اپنا احتساب خود کرے کہ ''وہ کون ہے؟'' اور اس کی دنیا میں ''آمد کا مقصد کیا ہے؟'' اور پھر وہ ''اس فانی دنیا میں کیا کر رہا ہے؟'' اگر ان چند سوالوں کے جوابات اس کو مل گئے، تو اس کی زندگی کامیاب و کامران ہوسکتی ہے، ورنہ بصورت دیگر قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق ''انسان خسارے میں ہے'' کے زمرے میں اس کا شمار ہوگا اس کی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی گئی۔

محسن انسانیت، سرور کائنات، پیغمبر آخر الزماں، رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو آج سے ۱۴۰۰ سو سال پیشتر وہ پائیدار علمی اور فکری اقدار و تعلیمات دی ہیں جن کی مدد سے انسان اپنے مصائب اور مشکلات سے نجات حاصل کرسکتا ہے، وہ تمام اقدار ''قرآن وسنت'' کی تعلیمات پر مشتمل ہیں اور ان کی پیروی میں انسانیت کی مشکلات کا حل پوشیدہ ہے۔ ہم ان ہی

روشن تعلیمات اور اقدار کو رسول کریم ﷺ کی تعلیمات کا نچوڑ اور انسانیت کی مشکلات کا حل سمجھتے ہیں۔(۳۴)

آج ہم حقیقت اور سچائی سے انکار کر رہے ہیں، مصیبت اور پریشانی لاحق ہے مگر دوسروں سے مدد اور التجا کر رہے ہیں، اللہ رب العزت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد اور دعائیں کر رہے ہیں، سچائی اور صداقت سے اپنا دامن بچا رہے ہیں، انسان خصوصاً جتنا گمراہ ہو رہا ہے، اتنا ہی اس کی زندگی مسائل سے گھری ہے، جب کہ شاعر حقیقت کی نشاندہی ان الفاظ میں بیان کر رہا ہے:

اللہ ہی اللہ کیا کرو دکھ نہ کسی کو دیا کرو جو دنیا کا مالک ہے نام اسی کا لیا کرو

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے:

''یاد رکھو اللہ کے ذکر ہی سے دل چین پاتے ہیں۔''(۳۵)

استاد کا مقام اور رتبہ سب سے عظیم اور بلند ہے استاد کو اسلام میں روحانی باپ کا درجہ حاصل ہے۔ اس لئے دورِ حاضر کے اور پاکستان کے اساتذہ پر یہ ذمہ داری عائد ہو چکی ہے کہ وہ اپنے منصب اور اپنے فرائض کو ایمان داری سے سرانجام دے کر اس ملک کے پریشان حال طبقہ کو نجات دلائے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اساتذہ خود کو اور اپنے منصب کو پہچان سکیں:

اس دنیا میں جینا ہے تو خود کو ذرا پہچانو تم کون ہو ابن آدم ہم اس دنیا میں کیوں آئے ہو

تاریخ کے صفحات اس بات کے شاہد ہیں کہ قدیم ایام زمانہ میں استاد کا معاشرے میں مقام بہت عظیم تھا ان کے احترام و عزت کا تصور بلند تھا قدیم یونان (۳۶) اور چین (۳۷) میں استاد کی پوجا کی جاتی تھی لیکن دور حاضر میں غیر مسلم ممالک اور یورپ کو اگر نظر انداز کر دیا جائے، صرف برصغیر اور خصوصاً پاکستان میں اساتذہ کے مقام کو دیکھا جائے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آج کے اساتذہ نے اپنا مقام اور اپنا وقار خود ہی اپنے ہاتھوں سے ''مال و دولت'' کی تمنا اور خواہش کے نذر کر دیا ہے، اور اللہ رب العزت اپنے بندوں کو خوب اچھی طرح سے جانتا ہے، ان کے دلوں

کے ارادے کو جانتا ہے، بحیثیت ایک استاد کے اپنی خامیوں کو تلاش کریں اور پھر قرآن کریم کے احکامات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق پہلے خود کو روشن اور تعبیر کریں پھر اس کے بعد قوم کے معماران وطن کی آبیاری کا فریضہ سرانجام دیں۔

اگر آج کا استاد اپنے کھوئے ہوئے وقار اور مقام کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کو سب سے پہلے اپنی اصلاح کرنی ہوگی، اپنی زندگی کو قرآن کریم اور تعلیمات نبوی ﷺ سے رشتہ جوڑ کر دوسروں کو اس پر عمل پیرا ہونے کی تاکید و نصیحت کرنی پڑے گی، اقبال نے تو مسلمانوں کے لئے برسوں پہلے اشارہ دے دیا تھا:

گلا تو تیرا گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے　　　کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ (۳۸)

آخر میں پاکستان کے تمام اساتذہ کرام سے یہی گزارش ہے کہ وہ ان لاکھوں مسلمانوں کی قربانیوں کی امانت ارض پاکستان کو مضبوط و مستحکم اور روشن کرنے کے لئے اپنی ذمہ داریاں احسن طور پر انجام دیں۔ اگر آج استاد بہتر طور پر اپنے شاگردوں کی آبیاری و رہنمائی فرمائیں گے، اپنے پودے (طالب علم) کی بہتری پرورش کریں گے تو یہی پودے (طالب علم) کل آنے والے دنوں میں ایک مضبوط اور توانا درخت بنا کر اچھے اور شاندار پھل دیں گے، اگر آج ہم جو کچھ دیکھ رہے ہیں اس قسم کا ماحول اور حالات کا جو سامنا ہے اگر ہم بہتر طور پر اپنے چمن کی آبیاری کرتے تو آج معاشرے اور وطن جو تصویر پیش کر رہا ہے ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہوتا۔

کیونکہ بقول شاعر:

نہ چاند چاہئے نہ سورج چاہئے　　　مجھے دھرتی پاک اور صاف چاہئے

حواشی و حوالاجات

۱۔ ظفر، حکیم محمود احمد، علماء میدان سیاست میں، لاہور، ادارہ بیت العلوم، ۲۰۰۶ء، ص ۲۵۵

۲۔ عرفی، عبدالعزیز، قیام پاکستان کی غایت، کراچی، گیلانی پبلی شرز، ۱۹۹۷ء، ص ۱۱۱

۳۔ حقانی، عبدالرقیب، ارض بہار اور مسلمان، کراچی، علمی فاؤنڈیشن، ۲۰۰۵ء، ص ۲۲۴

۴۔ سعید پروفیسر احمد، بزم اشرف کے چراغ، لاہور، مصباح اکیڈمی، ۱۹۹۸ء، ص ۷
۵۔ جاوید، قاضی، سرسید سے اقبال تک، لاہور، فکشن ہاؤس، ۱۹۹۸ء، ص ۲۳۸
۶۔ ملی، مختار احمد، تحریک آزادی کے نمائندہ مسلم مجاہدین، لاہور، شیخ غلام اینڈ سنز، ۲۰۰۵ء،
۷۔ نشتر، حکیم، قائداعظم بحثیت ایک سربراہ مملکت، لاہور، مکتبہ عالیہ، ۲۰۰۸ء، ص ۴۷
۸۔ صدیقی، شفیق، حیات شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، لاہور، ادارہ پاکستان شناسی، ۲۰۰۲ء، ص ۷۶
۹۔ بخاری، اکبر شاہ، تحریک پاکستان کے عظیم مجاہدین، ملتان، طیب اکیڈمی، ص ۵۸۵
۱۰۔ بخاری، اکبر شاہ، حیات احتشام، لاہور، مکتبہ کاروان ادب، ۲۰۰۱ء، ص ۸۳
۱۱۔ ابدالی، سید محمد رضی، رہبران پاکسان، کراچی، ابدالی اکیڈمی، ۲۰۰۴ء، ص ۱۳۲
۱۲۔ چوہدری، ڈاکٹر محمد اعظم، زعمائے پاکستان، کراچی، عبداللہ اکیڈمی، ۱۹۹۶ء، ص ۴۴
۱۳۔ خان، منشی عبدالرحمٰن، تعمیر پاکستان اور علمائے ربانی، لاہور، ادارہ اسلامیات، ۱۹۹۸ء، ص ۱۵۵
۱۴۔ حقانی، عبدالقیوم، تذکرہ وسوانح علامہ شبیر احمد عثمانی، نوشہرہ، جامعہ ابوہریرہ، ۲۰۰۵ء، ص ۱۳۵
۱۵۔ ارمان، خالد، انسانی تاریخ کے مشہور قتل، لاہور، نگارشات، ۲۰۰۷ء، ص ۳۷۸
۱۶۔ شمس الدین، سرزمین بہار، ملک برادری کے حوالے سے، کراچی، ملک ایجوکیشنل اینڈ ویلفئر ایسوسی ایشن، ۱۹۹۸ء، ص ۳۲
۱۷۔ چوہدری زاہد، مشرقی پاکستان کی تحریک علیحدگی کا آغاز، لاہور، نگارشات، ۲۰۰۵ء، ص ۳۶
۱۸۔ رزاق، ڈاکٹر ایم اے، پاکستان کا نظام حکومت اور سیاست، کراچی، مکتبہ فریدی، ۱۹۷۶ء، ص ۴۹۸۰
۱۹۔ ظفر، حکیم محمود احمد، تعمیر پاکستان میں حکمرانوں کا کردار، لاہور، تخلیقات، ۲۰۰۷ء، ص ۱۷۷

۲۰۔ نظامی، قیوم، پاکستان امریکہ بنتے بگڑتے تعلقات، لاہور، جہانگیر بکس، سنہ ندارد، ص ۲۵
۲۱۔ صدیقی، شفیق، حیات شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، لاہور، ادارہ پاکستان شناسی، ۲۰۰۲ء، ص ۶۴
۲۲۔ شاہد، ایس ایم، ٹیچر ایجوکیشن، لاہور، مجید بک ڈپو، ۲۰۰۴ء، ص ۴۱
۲۳۔ ارسلان، علامہ شکیب، اسباب زوال امت، اسلام آباد، دعوۃ اکیڈمی، ۱۹۹۴ء، ص ۴
۲۴۔ شاہد، ایس ایم، ٹیچر ایجوکیشن پاکستان، لاہور، مجید بک ڈپو، ۲۰۰۴ء، ص ۴۳
۲۵۔ شاہد، ایس ایم، ٹیچر ایجوکیشن پاکستان، لاہور، مجید بک ڈپو، ۲۰۰۴ء، ص ۵۳
۲۶۔ القرآن، سورۂ عصر،
۲۷۔ شاہد، ایس ایم، ٹیچر ایجوکیشن پاکستان، لاہور، مجید بک ڈپو، ۲۰۰۴ء، ص ۱۰۴
۲۸۔ اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال، لاہور شمع بک ایجنسی، سن ندارد، ص ۱۷۵
۲۹۔ حجازی، اختر، سیرت رسول ﷺ، لاہور، ترجمان القرآن، ص ۴۳
۳۰۔ ظفر، مسز حسن آراء، تعلیمات نفسیات، لاہور، مجید بک ڈپو لاہور، ۲۰۰۴ء، ص ۲۰۳
۳۱۔ ارسلان، علامہ کیب، اسباب زوال امت، اسلام آباد، وعدہ اکیڈمی، ۱۹۹۴ء، ص ۴۲
۲۳۔ حجازی، اختر، انسانیت کی موجودہ مشکلات اور سیرت رسول ﷺ، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، ص ۲۴
۳۳۔ اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال، لاہور، شمع بک ایجنسی، سن ندارد، ص ۱۸۰
۳۴۔ حجازی، اختر، انسانیت کی موجودہ مشکلات اور سیرت رسول، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، سن ندارد، ص ۴۹
۳۵۔ القرآن، سورۂ الرعد، آیت ۲۸
۳۶۔ خان، ظفر حسین، پاکستان کا تناظر تعلیم، کراچی، طاہر سنز، ۱۹۹۳ء، ص ۱۸۲
۳۷۔ شیخ، اعظم، برصغیر کے عظیم لوگ، لاہور، مشتاق بک کارنر، ۲۰۰۶ء، ص ۱۷۵
۳۸۔ اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال، لاہور، شمع بک ایجنسی، سن ندارد، ص ۲۳۵